رباعیات دبیر

ادبی ڈائری — سلیمان اطہر جاوید

علمی و ادبی تحقیق کے سلسلے میں ڈاکٹر سید تقی عابدی کی مثال اگر کسی سے دی جاسکتی ہے تو وہ صرف ڈاکٹر سید تقی عابدی ہی ہیں۔ برصغیر سے دور، بہت دور، اردو کی نئی بستیوں میں شعر و ادب کے جو چند چراغ روشن ہیں ان میں ڈاکٹر سید تقی عابدی ایک اہم اور امتیازی نام ہے۔ انہوں نے ایسے موضوعات پر جن پر بہت کم لکھا گیا ہے توجہ دی اور غیر معمولی تحقیق کے بعد تدوین و تالیف کرکے کئی کتابیں منظر عام پر لائیں جو شاید بہت کم سے ممکن ہوتا۔ شعر و ادب کے تعلق سے ان کے عزم و ہمت، جذبہ و شوق، لگن اور اخلاص کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے تحقیق کے دشوار گزار اور اصل اور صبر طلب مقامات کو بھی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرلیا۔ سید تقی عابدی کی تحقیق و تدوین و تالیف کی فہرست نہایت طویل ہے۔ صرف چند کے نام ہیں۔ انشاء اللہ خاں انشاء، اظہار حق، مجتہد نظم مرزا دبیر، سلک سلام دبیر، تجزیہ یادگار انیس، مصحف فارسی دبیر، مثنویات دبیر، کائنات نجم، در دریائے نجف، تاثیر ماتم، تعشق لکھنوی اور چو مرگ آید وغیرہ۔ اور اب انہوں نے کلام دبیر کے سلسلے میں ''رباعیات دبیر'' پیش کی ہے۔ ممکن ہے مستقبل میں دبیر کی اور رباعیات کا بھی پتہ چلے لیکن رباعیات دبیر کا یہ مجموعہ اپنی مثال آپ ہے۔ دبیر کے پہلے سوانح نگار صفدر علی ہیں۔ انہوں نے سوانح ''شمس الضحیٰ'' میں اور مولانا محمد حسین آزاد نے ''آب حیات'' میں رباعیات کی تعداد نہیں بتائی ''حیات دبیر'' کے مصنف ثابت لکھنوی نے تقریباً سوا دو سو رباعیات شائع کیں۔ خبیر لکھنوی نے بھی 197 لکھیں۔ فرمان لکھنوی نے اپنی تصنیف ''اردو رباعی'' میں دبیر کی رباعیوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ بتائی۔ سلام سندیلوی نے دبیر کی رباعیات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب بتائی۔ نفیس فاطمہ نے ''دبیر سے کچھ رباعیاں بھی یادگار ہیں'' لکھ دیا۔ ظاہر ہے یہ سب اندازے رہے۔ البتہ محمد زماں آزردہ نے ''دفتر ماتم'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''دفتر ماتم'' کی بیسویں جلد میں 1332 رباعیات ہیں۔ سید تقی عابدی کے مرتبہ ''رباعیات دبیر'' میں 1323 رباعیات ہیں۔ تقی عابدی نے دبیر کی رباعیات پر اظہار خیال کرنے سے قبل اپنے مقدمہ میں ''فن رباعی گوئی'' اور اردو (بلکہ عربی اور فارسی) میں رباعی گوئی پر نہایت جامعیت کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ سید عقیل المغروی کا ''پیش لفظ'' بھی معلومات آفریں ہے۔ صنف رباعی کو عربوں کی ایجاد قرار دینے سے سید سلیمان ندوی اور امداد امام اثر سے اختلاف کرتے ہوئے انہوں نے محمود شیرانی کے خیال سے اتفاق کیا ہے کہ ''رباعی کسی شخصی ایجاد کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ ارتقاء یافتہ شکل ہے۔ قدیم چار بیتی کی جو بحر ہزج مربع اخرم و اخرب میں لکھی جاتی تھی۔ ان ایام میں صدر و ابتداء میں اخرب و مکفوف، اخرب و مقبوض کا اختلاف جائز سمجھا جاتا تھا جو چار بیتی کے ہر مصرعہ میں کارفرما ہے۔ جس کی بنا پر پہلے مصرع کے شروع میں مفعول کے مقابلہ میں دوسرے مصرع کے شروع میں مفاعل یا مفاعلین آجاتا ہے۔ بحر ہزج عربی میں مربع الارکان مستعمل ہے جب عربی عروض فارسی اختیار کی گئی تو ضروری ہے کہ ابتداء میں اشعار ہزج کے مربع لکھے جاتے ہوں چنانچہ رباعی بھی مربع میں لکھی گئی''۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے اپنے مقدمہ میں رباعی کو ایرانیوں کی ایجاد قرار دیا ہے۔ اور اس خصوص میں کوئی 9 مستند حوالے دئے ہیں اور بعض روایتوں کا سہارا لیتے ہوئے پہلی رباعی کی نشاندہی کی ہے۔ انہوں نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ہندی میں چوپائی، سنسکرت میں چرچن، پشتوں میں چار بتیہ اور انگریزی میں QUATRAIN رباعی سے ملتی جلتی چیز ہے۔ سید تقی عابدی نے نہایت گہرائی اور گیرائی سے تحقیق سے کام لے کر اپنے مقدمہ کو وقیع اور اہمیت کا حامل بنادیا ہے۔ اردو میں رباعی کے تعلق سے تو اس مقدمہ کی اہمیت اور فزوں ہوجاتی ہے۔ اردو میں رباعی پر یہ ایک جامع تحریر ہے۔ انہوں نے تاجدار گولکنڈہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو رباعی کا پہلا شاعر قرار دیا ہے ظاہر ہے یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ اور پھر وجہی، سراج، ولی، میر، سودا، میر حسن وغیرہ کی رباعیات کا تفصیلی جائزہ ہے۔ ذوق، داغ، شاد، جرات، مومن، منیر شکوہ آبادی، فراق سے لے کر مہاراجہ کشن پرشاد، شاد کی رباعیوں کی تعداد درج کردی ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ اردو میں سب سے زیادہ رباعیات شاہ غمگین دہلوی نے لکھی ہیں جن کی تعداد 1900 ہے لیکن تقی عابدی کیفیت کے اعتبار سے دبیر کی رباعیات کو افضل قرار دیتے ہیں۔ ان کے بموجب شاہ غمگین کی رباعیات دبیر کی رباعیات کے سامنے کیفیت میں بہت پائیں ہیں''۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ دبیر کی رباعیات کی قدر و قیمت کا تعین کرنے میں اوروں نے تو کیا خود دبیر کے کہلانے والوں نے بھی توجہ نہیں دی۔ دبیر کی رباعیات کے تعلق سے سید تقی عابدی لکھتے ہیں ''دبیر کی رباعیات میں آسان اور عام فہم تشبیہات، مکمل استعاراتی نظام، کنایات اور مجاز مرسل کی چاشنی نظر آتی ہے۔ علم بدیع کی تقریباً تمام عمدہ معنوی اور لفظی صنعتیں ان کے پاس موجود ہیں''۔ چنانچہ تقی عابدی نے صنعت سیاق الاعداد صنعت تاریخ گوئی، صنعت اعداد ابنیاس، صنعت مذہب کلامی اور دیگر صنعتوں کے حوالے سے رباعیات دبیر کا جائزہ لیا ہے اور وہ بھی اس رائے سے متفق ہیں کہ اگر دبیر کی رباعیوں کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا گیا تو انہیں اردو ادب کا سب سے بڑا رباعی گو تسلیم کرنا پڑے گا۔ انیس بھی اس میدان میں ان کے حریف ثابت نہ ہوسکیں گے۔ دبیر کی استادی اور ان کی قدرت کلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے علامہ عقیل نے بھی اپنے اس موقف کا اظہار کیا ہے کہ دبیر نے رباعی کے نہایت محدود عروضی چوکھٹے میں خوب خوب زور طبیعت صرف کیا۔ ان کے یہاں زبان کی پختگی، مصرعوں کی برجستگی، آہنگ و عروض کا توازن مضامین کا تنوع اور طرح طرح کا تفنن قابل دید ہے۔ قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے نہ صرف رباعیات دبیر کی تحقیق، تدوین اور تہذیب کی بلکہ انھیں مختلف مضامین جیسے حمدیہ، نعتیہ، منقبتی، ذاتی، اخلاقی، سماجی، اعتقادی اور رثائی میں تقسیم کرکے مشکل الفاظ کے معنی بھی دئے ہیں اور کہیں کہیں ان کی تشریح بھی کردی ہے۔ یہاں تک کہ رباعیات کی جدول دیتے ہوئے لکھا ہے: دبیر اردو کا وہ تنہا عظیم شاعر ہے جس نے اپنی رباعیات میں اتنے کثیر مضامین برتے ہیں کہ راقم نے ان مضامین سے جن کی تعداد سو سے زیادہ ہے ایک شجرہ اور جدول بنایا ہے تاکہ آسانی کے ساتھ دبیر کے مضامین کی بوقلمونی کا احساس ہوسکے''۔ یہ جدول اسی زاویے سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ فوراً یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کس مضمون کے تحت رباعیات کی تعداد کتنی ہے۔ رباعیات کے اس مجموعہ کا ایک نادر پہلو یہ بھی ہے کہ سید تقی عابدی نے مرزا دبیر کا زندگی نامہ بھی شامل کردیا ہے۔ دبیر کے حالات زندگی۔ تفصیل سے مل جاتے ہیں او شخصیت اور شاعری پر یونیورسٹیوں اور ان سے باہر جو کام ہوا ہے اس میں بھی دبیر کی زندگی تفصیل سے سامنے آتی ہے لیکن تقی عابدی نے انفرادیت کا ثبوت دیتے ہوئے دبیر کے حالات زندگی، ان کی شخصیت اور فن کے گوشوں کو منور کردیا ہے۔ ان کے تخلص کے تعین اور ان کے پہلے قطعہ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ دبیر کا پہلا قطعہ جو انہوں نے میر ضمیر کے حلقہ میں شامل ہوتے وقت سنایا تھا یہ ہے

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ، کسی کا مقام ہوتا ہے

ونیز ان کی تاریخ و مقام پیدائش، ان کے جد اعلیٰ شیرازی شاعرانہ عظمت، ان کی ذو بحرین اور ذو قافیتین مثنوی، دبیر کی شریک حیات انشاء اللہ خاں انشاء کی حقیقی نواسی تھیں، اولاد، اساتذہ، ان کی تصویر، لباس، نظام الاوقات، آداب محفل، حافظہ اور ان کے اخلاق و کردار سید تقی عابدی نے دبیر کے اخلاق و کردار کے بارے میں محمد حسین آزاد کے حوالے سے لکھا ہے کہ دبیر کی سلامت روی، پرہیزگاری، مسافر نوازی سخاوت نے صنف کمال کو زیادہ تر رونق دی تھی'' اور شاد عظیم آبادی کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔ دوسروں کی امداد کرنا، حاجت مندوں کی حاجت کو وہ عبادت تصور کرتے تھے۔ تقی عابدی نے رحم و مروت، سخاوت، مہمان نوازی وخیرات کے تعلق سے بھی دبیر کے کئی واقعات درج کئے ہیں۔ ان کی متانت، عدالت، قناعت، احترام و دل جوئی کے خصوص میں بھی واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کی ادبی زندگی ان کے پہلے اور مرثیے، اپنے استاد میر ضمیر سے رنجش اور پھر صفائی، ان کے پڑھنے اور ان کے طریقہ تصنیف کے بارے میں بھی روشنی پڑتی ہے۔ ڈاکٹر عابدی نے ''حیات دبیر'' کے مولف ثابت لکھنوی کے بیان کردہ مرزا ایجادات کو شامل کتاب کرتے ہوئے انیس پر دبیر کی برتری کا پہلو نکالا۔ یہ اوراق خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہیں۔ ایسے اور دبیر زمانے میں نہیں رہے آج بھی ہیں۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے اپنے مقدمہ میں دبیر کی شاعرانہ عظمت پر مہر لگادی ہے لیکن وہ نہ انیسے ہیں اور نہ دبیر انہوں نے از حد معروضیت کے ساتھ دبیر کی رباعی گوئی پر قلم اٹھایا ہے۔ ازیں انہوں نے تجزیہ یادگار انیس جیسی ظاہری و معنوی طور پر گراں قدر کتاب شائع کی ہے۔ جس سے ہمارے دو عظیم المرتبت شاعروں کے بارے میں ان کی معروضی فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخر میں دبیر کی یہ تین رعبایات

آدم نے شرف خیر بشر سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گہر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضمون یہ دل شمس و قمر سے پایا

جو قصر کرے حرص کو قیصر وہ ہے
تکیہ ہے جسے حق پہ تونگر وہ ہے
آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا
دل جس کا ہے آئینہ سکندر وہ ہے

قطرے کو گہر کی آبرو دیتا ہے
قد سرو کو گل کو رنگ و بو دیتا ہے
بیکار تشخص ہے تصنع بے سود
عزت وہی عزت ہے جو تو دیتا ہے

ڈاکٹر بشر احمد